www.KitaboSunnat.com

ترجمان القرآن
نواب صدیق حسن خانؒ

انسائیکلوپیڈیا آف قرآن !

پروفیسر ظفر اقبال صاحب
پروفیسر عبدالحفیظ صاحب
پروفیسر محمد اسرائیل صاحب

تذکیر قصص القرآن :

(ف) قرآن مجید میں مخلوقات کے عجائب کا علم، ملکوت ارض وسماوات کا علم، اس چیز کا علم جو آسمان وتحت الثریٰ میں ہے۔ خلق کے آغاز کا علم، مشاہیر انبیاء ورسلؑ اور ملائکہ کا نام اور گذشتہ امتوں کے احوال کا ذکر موجود ہے۔ مثلاً حضرت آدمؑ کا ابلیس کے ساتھ جنت سے نکلنا، اولاد کا نام عبدالحارث رکھنا، حضرت ادریسؑ کا آسمان پر اٹھایا جانا، نوح علیہ السلام کی قوم کا غرق ہونا، عاد اولیٰ اور ثانیہ کا ہلاک ہونا، تبّع کا واقعہ، حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ، اصحاب کہف والرقیم کا واقعہ۔ اصحاب الرس کا واقعہ، ثمود اور اونٹنی کا قصہ، قوم لوط اور قوم شعیب اور آنکا دوبار مرسل ہونا، موسیٰؑ کی ولادت دریا میں پھینکے قبطی کو قتل کرنے، پھر مدین جانے، پھر حضرت شعیبؑ کی بیٹی سے نکاح کرنے، پھر کوہ طور پہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے، فرعون کے پاس واپس آنے، اُن کے مصر سے اخراج فرعون کے ڈوبنے، بچھڑے کی پوجا، قوم پر بجلی گرنے، بنی اسرائیل کے مقتول اور گائے کو ذبح کرنے، جبارین کا قتل، حضرت خضرؑ کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مصاحبت اور سفر، سرنگ کے راستے قوم کے چین جانے کا ذکر، طالوت اور داؤد کا جالوت کے ساتھ قصہ، حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ ملکہ سبا بلقیس کے ساتھ، اُس قوم کا ذکر جو طاعون کے ڈر سے بھاگ نکلی، اللہ نے اُن کو مار کر پھر زندہ کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم سے مجادلہ اور نمرود مردود کے ساتھ مناظرہ، حاجرہؑ اسمٰعیلؑ کو مکہ معظمہ میں چھوڑنے کا واقعہ، تعمیر خانہ کعبہ، حضرت اسمٰعیلؑ ذبیح کا واقعہ، حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ، جسکی شرح وبسط سے مذکور ہے جس میں عشق وفسق کی مذمت اور تقویٰ وطہارت کی مدح ہے۔ حضرت مریم اور عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر اور اُن کے رفع ونزول آسمانی کا ذکر، حضرت ذکریا علیہا السلام کا قصہ، حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قصہ، حضرت ایوب علیہ السلام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا قصہ، ذا الکفل، ذوالقرنین کا ذکر، اُن کا طلوع و غروبِ آفتاب کے مقام تک پہنچنا، یاجوج اور ماجوج کے سامنے سدِّ سکندری بنانا۔ بُخت نصر کا قصہ، اُن دو شخصوں کا ذکر جن میں ایک صاحبِ باغ تھا، اصحابِ کہف کا واقعہ، قصہ مومن آل یاسین کا، اصحابِ فیل کا قصہ اس جبّار کا قصہ جس نے آسمان پر چڑھنے کا ارادہ کیا تھا۔ یہ سب قصص قرآن مجید میں بیان ہوئے اور ہر قصے میں اس قدر مواعظ و نصیحت اور حکمتیں بیان ہوئی ہیں جن کی تفصیل کے لئے یہ صفحات ناکافی ہیں۔

سیرت النبیؐ فی القرآن:

(ف) قرآن مجید میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن کا خصوصی ذکر کیا گیا ہے، آپؐ کی بعثت ہجرت، دعوتِ ابراہیمی اور بشارت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ منجملہ غزوات کے، سورۃ انفال میں غزوۂ بدر کا ذکر ہے، سورۂ آل عمران میں غزوۂ احد کا ذکر ہے، سورۃ احزاب میں غزوہ خندق کا ذکر ہے، سورہ حشر میں بنی نضیر کا ذکر ہے، سورۂ فتح میں حدیبیہ کا ذکر ہے۔ سورۂ براءت میں غزوۂ تبوک کا ذکر ہے، سورہ مائدہ میں حجۃ الوداع کا ذکر ہے۔ پھر حضرت زینبؓ بنت جحش کے ساتھ نکاح، تحریم بریّہ، ازواج مطہرات کے ساتھ ظہار، حضرت عائشہ صدیقہ رضی کے ساتھ واقعۂ افک، شبِ معراج کا قصہ، انشقاق قمر اور یہودیوں کے جادو کا قصہ، قرآن مجید میں تفصیلاً یا مجملاً جیسا اور جس جگہ مناسب اور ضروری تھا نازل کیا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپؐ کی گفتگو کی قسم کھائی۔

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ (الحجر ۷۲)

"اے محمدؐ، تمہاری جان کی قسم، وہ اپنی بیہوشی میں مدہوش ہو رہے تھے۔"

اسلامی سیرت کی تمام کتب انھیں حالات و واقعات کی تشریح اور ان مقالات کی تفصیل ہیں۔

احوالِ قیامت:

(ف) انسان کا حال آغازِ تخلیق سے موت تک، مع کیفیت موت و قبض رُوح ذکر کیا ہے۔ پھر یہ بیان کیا ہے کہ روح کے آسمان کی طرف لوٹنے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ مومنین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے دروازے کھولے جاتے ہیں اور کفار کو اوپر سے نیچے گرا دیتے ہیں۔ عذابِ قبر، سوال قبر، مقرِ ارواح اور اشراطِ ساعت کبریٰ کا الگ کا ذکر ہے۔ یہ دس علامتیں ہیں۔ نزولِ عیسیٰ، خروجِ دجال، ظہورِ یاجوج ماجوج، سیرِ دابۃ الارض، دخانؔ (دھواں)، رفعِ قرآن، ظہورِ شمس از مغرب، توبہ کا دروازہ بند ہونا، خسف (زمین میں دھنس جانا اور احوالِ بعث جیسے پہلی دفعہ فزع (بے چینی، پریشانی)، صعق (کڑک) کے لئے صُور کا پھونکنا، صُور کا دوسری دفعہ بعث حشر اور نشر کے لئے پھونکنا۔ خوفِ الٰہی کی وجہ سے روزِ قیامت کھڑا نہ ہوسکنا، آفتاب کی حرارت کی شدت، عرش کا سایہ، پُل صراط، میزان، حوضِ کوثر، حساب، ایک قوم کا بے حساب ہونا، دوسری قوم کو عذاب دیا جانا، اعضاء کی گواہی، نامۂ اعمال کا دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیا جانا، یا پشت سے، شفاعت اور جنت کا ذکر اور جو کچھ جنت میں ہوگا، جیسے جنت کے آٹھ دروازے، نہریں باغات، اثمار، زیورات، ظروف (سونے چاندی کے برتن)، مختلف درجات، رؤیتِ الٰہی، آگ کا ذکر اور جو کچھ آگ میں ہے، مختلف وادیاں (جہنم کی)، عذاب کی مختلف اقسام جیسے زقوم، حمیم اور غسلین۔ ان سب کا حال اگر تفصیل سے لکھا جاتے تو کئی جلدوں کی ضرورت ہے۔ جتنی کتابیں ثقہ ائمۂ اسلام نے اس بارہ میں لکھی ہیں وہ سب کتابیں گویا قرآن کی تفسیر ہیں۔ ان امور کے لئے جن کو انھوں نے سُنّتِ صحیحہ و آثارِ قویہ سے صراحتًا یا اشارتًا، اجمالاً یا تفصیلاً سمجھا ہے۔

حدیث قرآن مجید کی تفسیر ہے :

(ف) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے سارے اسماء حسنیٰ موجود ہیں، جس طرح حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، جو کوئی انھیں یاد کرے گا جنت میں جائے گا۔ اِن اسماء حسنہ کے علاوہ اللہ کے دیگر اسماء و صفات تقریبًا ایک ہزار ہیں۔ اسی طرح رسولِ اکرمؐ کے بہت سے نام اس میں ہیں۔

قرآن مجید کی تفہیم علمِ سُنّت پر موقوف ہے :

ایمان کے ستّر سے اوپر کچھ شعبوں کا بھی ذکر ہے۔ شرائع (قوانین) اسلام تین سَو پندرہ ۳۱۵ آئے ہیں۔ کبیرہ گناہوں کی اقسام کا ذکر الگ کیا گیا ہے اور صغیرہ گناہوں کی اقسام کا ذکر جدا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتایا گیا ہے، ہر حدیثِ نبوی کی تصدیق علیحدہ کی گئی ہے۔ سو جب سارا علمِ حدیث مع تمام سنّتِ مطہرہ کے قرآن مجید کی تفسیر اور تشریح ٹھہرا تو یہ سمجھو کہ قرآن مجید کی تفہیم علمِ سنّت پر موقوف ہے پس جس کو علمِ حدیث نہیں ہے وہ عالمِ قرآن بھی نہیں ہے۔ اسی طرح جب کوئی عاملِ سنّت نہیں ہے وہ عاملِ قرآن بھی نہیں ہو سکتا۔ گو زبانی دعویٰ فہم یا عمل یا لکتاب کا کیوں نہ کرے، جس طرح کہ اہلِ رائے وغیرہ اصحابِ بدعت کیا کرتے ہیں۔

تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۔ "یہ آرزوئیں باندھ لی ہیں انھوں نے"

(البقرۃ : ۱۱۱)

ہنوز دِلی دُور است۔

غرضیکہ قولِ مجمل بیان میں فضائل کتاب اللہ کے یہ ہے جو اس جگہ بطورِ نمونہ ذکر کیا گیا ہے۔

جس علم و فنِ قرآنی کو دیکھو، خواہ صریح ہو یا بطورِ اشارہ عجب دِلکشی رکھتا ہے ؎

مخدراتِ سرپردہ ہائے قرآنی
چہ دلبرند کہ دل می برند پنہانی!

قرآن و حدیث کی لذّت وہی شخص پا سکتا ہے جس کو علمِ نافع کے ساتھ ساتھ اخلاصِ دِل کے ذریعے عملِ صالح کی توفیق بھی حاصل ہو، ورنہ اکثر اہلِ زمانہ کی وہی مثل ہے ؎ کہ نکتہ داں نشود کرم گر کتاب خورد!

احکامِ قرآن و استنباطِ مسائل:

انواعِ علومِ قرآن میں بہت لوگوں نے کتابیں تصنیف و تالیف کی ہیں، کسی نے اسبابِ نزول میں، کسی نے معرب و مبہمات میں، کسی نے مواطنِ نزول میں، سب سے زیادہ جامع کتاب سیوطیؒ کی "الاتقان" ہے۔ ان کا احسان ساری امّت کی گردن پر ثابت ہے۔ پھر انھوں نے مختصر طور پر کتاب اللہ کی بعض آیات کے سلسلے میں اہلِ علم کے اچھے اچھے استنباط "کتاب الاکلیل" میں دیتے ہیں۔ جن کے دیکھنے سمجھنے سے سنجیدہ عالمِ دین اور عاقل مرد کے دِل میں کتاب اللہ کی قدر بڑھتی ہے۔ امام غزالیؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ احکام کی آیات تعداد میں پانچ سَو ہیں۔ بعض نے کہا ایک سو پچاس ہیں۔ شاید ان اصحاب کی مراد یہ ہوگی کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صریح احکام اتنی ہی آیات میں ہیں ورنہ آیاتِ قصص وامثال وغیرہ سے بہت سے احکام نکل سکتے ہیں۔

حافظ ابن الوزیر نے لکھا کہ جن آیاتِ احکام کا حفظ رکھنا ایک مجتہد مطلق کے لئے ضروری ہے وہ ایک سو تینتیس ۱۳۳ ہیں۔ پس میں نے ان آیات کی تفسیر عربی میں لکھی ہے۔ اس کا نام "نیل المرام" ہے۔

شیخ عزّالدین بن عبدالسلام نے "کتاب الامام" میں لکھا ہے کہ:

"اللہ نے قرآن مجید میں جو امثال ذکر کی ہیں ان کا مطلب تذکیر وموعظت ہے اس لئے کہ ان میں سے بعض بیانِ تفاوت ومراتب، ثواب وحبط عمل یا مدح وذم افعال پر مشتمل ہیں۔ سو یہ سب امثال احکام پر دلیل ہیں۔ پھر یہ کہا ہے کہ معظم آیاتِ قرآن احکام سے خالی نہیں ہیں۔ کچھ ابوابِ حسنہ اور اخلاقِ جمیلہ پر مشتمل ہیں۔ کسی آیت سے کوئی حکم صراحتاً نکلتا ہے، کسی آیت سے بطورِ استنباط حاصل ہوتا ہے۔ خواہ دوسری آیت سے ملا کر نکالا جائے یا بغیر ملانے کے۔

جیسے "استنباطِ تحریم" "استمنا بالید" اس آیت سے نکالا گیا ہے:

"اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ (المؤمنون)	مگر اپنی بیویوں سے یا کنیزوں سے جو ان کی ملک ہوتی ہیں کہ (ان سے مباشرت کرنے سے) انھیں ملامت نہیں اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب

ہوں وہ (اللہ کی مقرر کی ہوئی) حد سے نکل جانے والے ہیں (المومنون ۶، ۷)

اور کفار کے نکاح کا صحیح ہونا اس قول سے استنباط کیا گیا ہے:

وَامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ (اللهب: ۴)	"اور اس کی جورو بھی جو ایندھن سر پر اٹھائے پھرتی ہے۔

اور جنبی کے روزے کے صحیح ہونے کا اس آیت سے استنباط کیا گیا ہے:

فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ الیٰ قوله حَتّٰى يَتَبَيَّنَ۔ (البقرۃ: ۱۸۷)	اب (تم کو اختیار ہے کہ) ان سے مباشرت کرو... حتیٰ کہ واضح ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سب کسی دوسری آیت کے ساتھ ملائے بغیر استنباط کی مثالیں ہیں۔ دوسری آیت کے ساتھ ملا کر استنباط کرنے کی مثال یہ ہے۔ چھ مہینے کے حمل کا استنباط اس آیت سے ہے:

وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا (الأحقاف: ۱۵) "اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا اڑھائی برس میں ہوتا ہے۔"

اور۔ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ (لقمان: ۱۴) "اور (آخرکار) دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہوتا ہے۔"

پھر کبھی یہ استدلال احکام پر کسی صیغے سے ہوتا ہے۔ کبھی اخبار سے جیسے: أُحِلَّ لَكُمْ — حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ — كُتِبَ عَلَيْكُمْ — کبھی اس خیر وشر نفع وضرر سے جو جلد یا بدیر مرتب ہوتا ہے پھر اس کی اقسام ہیں جیسے ترغیب وترہیب عباد، تقریب الی الافہام۔ سو جو کام ایسا ہے کہ جسے شارع نے معظم رکھا ہے یا اس کی مدح کی ہے یا اس کے فاعل کو ممدوح کہا ہے یا اس کو یا اس کے فاعل کو محبوب ٹھہرایا ہے یا اس سے یا اس کے فاعل سے رضامندی ظاہر کی ہے یا اس کو موصوف باستقامت یا برکت یا طیّب فرمایا ہے یا اس کی یا اس کے فاعل کی قسم کھائی ہے۔ جیسے قسم "شفع ووتر" خیل مجاہدین، نفسِ لوامہ یا اس کو ذکر ومحبت کا سبب یا جلد یا بدیر ثواب کا باعث یا شکر یا ہدایت کا سبب یا مغفرتِ گناہ یا تکفیر سیّات یا قبول یا نصرت فاعل یا بشارت کا سبب ٹھہرایا ہے یا کسی کرنے والے کو معروف کہا یا اس کے فاعل سے حزن یا خوف کی نفی فرمائی یا اس کو امن کا وعدہ دیا یا اسے اپنی ولایت اور قرب کا سبب جانا یا اس کی تعریف کی جیسے حیات یا نور یا شفا یا رحمت، تو یہ ساری اقسام ان کی مشروعیت پر دلیل ہیں۔ خواہ وہ واجب ہوں یا مستحب۔ اور جس کام کا ترک کرنا شارع کا مطلوب ہو یا اس کے فاعل کو مذموم کہا یا اس پر عتاب کیا یا اس کو دشمن رکھا یا اس پر لعنت کی یا اس سے محبت کی نفی فرمائی یا اس کے فاعل کو چوپایوں کے مشابہ ٹھہرایا یا شیطان کے مصداق کہا یا ہدایت اور قبولیت کا مانع بتایا یا برائی اور کراہت کے ساتھ اسے متصف کیا یا اسے صلاح وفلاح یا عذاب جلد یا بدیر کا سبب ٹھہرایا یا اسے ذم ولوم یا ضلالت یا معصیت یا اسے خبث، رجس، نجس، فسق، گناہ، سببِ گناہ، لعنت، غضب، زوالِ نعمت یا حدوثِ نعمت کا سبب جانا۔ یا اسے حدود

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے کسی حد یا قسوۃ (سختی)، خزی یا ذلتِ نفس یا اللہ کی عداوت یا محاربہ یا استہزاء یا سخریۃ یا سببِ نسیان فاعل بنایا ہے یا اپنے نفس کا وصف بابتِ صبر یا حلم یا عفو و درگذر بیان کیا ہے۔ یا اس فعل سے توبہ کرنے کی طرف بلایا ہے یا اس کے فاعل کو حقارت اور ذلت سے متصف کیا ہے یا اُس کے عمل کو شیطان کے عمل سے نسبت دی ہے۔ یا اُسے تزیینِ ابلیس یا ولایتِ ابلیس کہا ہے۔ یا اُسے کسی بُرائی کی صفت کا مجرم گردانا ہے، جیسے ظلم یا بغی یا عدوان یا مرض یا انبیاء کا اس کام سے بیزار ہونا یا اُس کے فاعل سے یا انبیاء کا اللہ کی طرف ایسے آدمی کی نسبت شاکی ہونا یا اُس کے فاعل کو خائب (خاسر) کہا یا اُسے جنت سے محروم ہونے کی وعید سنائی یا اس کے فاعل کو "عدوّ اللہ" یا اللہ کو اس کا دشمن ٹھہرایا۔ یا فاعل کو خدا اور اُس کے رسول کا محارب یا حاملِ اثم غیر کہا۔ یا اُس کو ان الفاظ۔ لَا يَنْبَغِيْ۔ لَا يَكُوْنُ سے یاد کیا۔ یا لَيْسَ مِنَ اللهِ فِيْ شَيْءٍ۔ یا لَيْسَ مِنَ الرَّسُوْلِ وَاَصْحَابِهٖ۔ فرمایا یا اسے مسلمانوں کے درمیان بغض اور عداوت اور عدمِ فلاح کا موجب ٹھہرایا یا اُس کے حق میں۔ فَهَلْ اَنْتَ مُنْتَهٍ۔ قَاتَلَهُ اللهُ یا اس جیسے الفاظ سے یاد کیا یا یہ فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن اس کے فاعل سے بات نہ کرے گا نہ اُس کی طرف دیکھے گا، نہ اُس کے عمل کو درست جانے گا۔ یا اُس کے مکر کو چلنے نہ دے گا۔ یا اُس پر کوئی شیطان گماشتہ مقرر کیا یا وہ کام دِل کی کجی کا سبب ہے۔ سو یہ ساری اقسام اس عملِ مذکور پر منع کرنے کی دلیل ہیں اور یہ ان کی صرف کراہت کی بجائے تحریم خالص پر دلالت کرتی ہیں۔ جہاں تک اباحت کا تعلق ہے۔ سو لفظِ اِحلال، نفی جناح، نفی حرج و اثم اور مؤاخذہ یا اذن سے یا عفو سے یا منت رکھنے سے یا سقوط کرنے سے تحریم کے بیان سے یا کسی شے کے حرام ہونے سے انکار کرنے سے یا یُوں کہنے سے۔ خَلَقَ اَوْ جَعَلَ یا فَعَلَ مِنْ قَبْلِنَا سے بغیر کسی کراہت کے اباحت ثابت ہوتی ہے۔ پھر یہ دلالت خواہ ان الفاظ کے کسی چیز کی مشروعیت پر ہو، خواہ وہ وجوبًا ہو یا استحبابًا۔ واللہ اعلم۔

(ف) اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں اپنے رسولؑ بھیجے، وہ اُس کی طرف سے خوشخبری لاتے اور لوگوں کو ڈراتے بھی رہے۔ یہ بات اس لئے ہُوئی کہ اللہ تعالیٰ پر لوگوں کی کوئی حجت باقی نہ رہے۔ سب کے بعد ہمارے نبی اُمّی، عربی، مطّلبی، مکّی اور مدنی کو بھیجا۔ جب سے وہ آئے سارے جنّ و انس کیلئے قیامت تک رسول ٹھہرے۔ اللہ نے فرمایا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ۔ (الأعراف: ۱۵۸)

"تو خدا پر اور اس کے رسول پیغمبرِ امّی پر ایمان لاؤ"

اسی آیت میں فرمایا:

اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۔ (الأعراف: ۱۵۸)

"لوگو! میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا ہوں"

دوسری جگہ فرمایا:

لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۔ (الأنعام: ۱۹)

"کہ تم کو اور جس شخص تک وہ پہنچ سکے آگاہ کر دوں"

سو جسے یہ قرآن پہنچ گیا عرب ہو یا عجم، کالا ہو یا گورا، انس ہو یا جن، اس کے لئے یہ کتاب نذیر ہے۔

تیسری جگہ فرمایا:

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۔ (هود: ۱۷)

"اور جو کوئی اور فرقوں میں سے اس سے منکر ہوا تو اس کا ٹھکانا آگ ہے"

معلوم ہوا قرآن کا منکر اور فرقان کا انکاری جو بھی ہو دوزخ میں جائے گا۔ قرآن کا انکار ایک تو یوں ہوتا ہے کہ سرے سے اس کو اللہ کا کلام ہی نہ سمجھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے پر اعتقاد نہ رکھے۔ جس طرح یہود و نصاریٰ وغیرہما کا عقیدہ ہے۔ دوسری شکل یہ ہے کہ پیغمبر کو تو مانے مگر کلام اللہ کو مخلوق جانے۔ یہ بھی کفر ہے جیسے معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ قرآن اور پیغمبر دونوں پر ایمان لائے مگر قرآن کے بعض حکم نہ مانے۔ جیسے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ہم سود کی حرمت، وراثت کی تقسیم اور طلاق کی صحت نہیں مانتے یہ بھی کفرِ صریح ہے۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ قرآن کا اقرار کرے مگر قرآن پر کسی امام یا عالم یا مجتہد کی بات کو غالب رکھے، یہ بھی درحقیقت قرآن کا انکار ہے۔ تقلیدی مذاہب کی یہی روش رہی ہے۔ اسی طرح سنتِ صحیحہ پر کسی کے قول یا رائے یا قیاس یا اجتہاد کو مقدم کرنا۔ گویا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہونا ہے۔ جب یہ کام دیدہ دانستہ کیا جاتا ہے تو ایمان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقی نہیں رہتا۔ پانچویں جگہ فرمایا:

فَذَرْنِي وَمَن يُكَذِّبُ بِهَٰذَا الْحَدِيثِ سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (القلم: ۴۴)

"تو مجھ کو اس کلام کے جھٹلانے والوں سے سمجھ لینے دو۔ ہم اُن کو آہستہ آہستہ ایسے طریق سے پکڑیں گے کہ اُن کو خبر بھی نہ ہو گی۔

حدیث میں آیا ہے کہ "میں ہر گورے اور کالے کی طرف بھیجا گیا ہوں" حضرت مجاہدؒ نے فرمایا اس سے مراد جن وانس ہیں۔ غرضیکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبی ثقلین ہیں، جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن میں اُن پر وحی کی ہے وہ اس کو اللہ کی طرف سے سارے انس وجن کو پہنچانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ؕ (النساء: ۸۲)

"بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے اگر یہ خدا کے سوا کسی اور کا کلام ہوتا تو اس میں (بہت سا) اختلاف پاتے۔

دوسری جگہ فرمایا:

كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ۔ (ص: ۲۹)

"(یہ) کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں۔ اور تاکہ اہلِ عقل نصیحت پکڑیں"

تیسری جگہ فرمایا:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا" (محمد: ۲۴)

"بھلا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا (اُن کے) دلوں پر قفل لگ رہے ہیں"

معلوم ہوا کہ قرآن کا نزول صرف ناظرہ تلاوت کے لئے ہی نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ پڑھ کر اس کا مطلب سمجھیں اور اس مطلب کے مطابق عمل کریں۔ یہ بات ہر پڑھے اور اَن پڑھے پر واجب ہے۔ پڑھے پر اس دلیل سے کہ اللہ نے فرمایا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ ،

(آل عمران ۱۸۷)

"اور جب خدا نے اُن لوگوں سے جن کو کتاب عنایت کی گئی تھی اقرار لیا کہ (اس میں جو کچھ لکھا ہے) اُسے صاف صاف بیان کرتے رہنا اور اس (کی کسی بات) کو نہ چھپانا۔"

اسی لئے علماء نے قرآن کی تفسیریں لکھیں، اپنی ذمہ داری کو پورا کیا۔ اب کوئی ان کی بات سنے یا نہ سنے وہ تو اپنے حق سے بری ہوگئے۔ پھر جن لوگوں نے اس عہد کو تھوڑے داموں پر بیچ دیا اللہ نے اُن کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں رکھا بلکہ قیامت کے دن اُن سے بات بھی نہیں کرے گا۔ نہ اُن کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھے گا۔ نہ اُن کو گناہ سے پاک کریگا۔ اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ جیسے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

(آل عمران ۷۷)

"جو لوگ خدا کے اقراروں اور اپنی قسموں (کو بیچ ڈالتے ہیں اور اُن) کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں، اُن کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ اُن سے خدا نہ تو کلام کرے گا نہ قیامت کے روز اُن کی طرف دیکھے گا اور نہ اُنکو پاک کرے گا اور اُن کو دُکھ دینے والا عذاب ہوگا۔"

اس آیت میں ان اہل کتاب کی مذمت ہے جو ہم سے پہلے تھے کہ انھوں نے اللہ کی اس کتاب کو چھوڑ دیا جو اُن پر نازل ہوئی تھی، دُنیا جمع کرنے پر اُمنڈ پڑے۔ کتاب کی تو پیروی نہ کی، کچھ اور ہی دھندے میں لگے رہے۔

اُن پڑھ پر قرآن میں غور کرنا اس دلیل سے واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا

"کیا ابھی تک مومنوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ خدا کی یاد کرنے کے وقت اور (قرآن) جو (خدا کے) برحق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (الحدید : ۱۶)

(کی طرف) سے نازل ہوا ہے اُس کے سننے کے وقت اُن کے دِل نرم ہو جائیں اور وہ اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو (اُن سے) پہلے کتابیں دی گئی تھیں پھر اُن پر زمانہ طویل گزر گیا تو اُن کے دل سخت ہو گئے اور اُن میں سے اکثر نافرمان ہیں۔"

یہاں اللہ کے ذکر اور حق سے مراد یہی اللہ کی کتاب ہے۔ جس نے اس کتاب کو پڑھا اُس نے اللہ کو یاد کیا، جس نے اس کو سمجھا اُس نے حق مانا اور جو کوئی اسے پڑھتے پڑھتے، سمجھتے سمجھتے تھک کر بیٹھ رہا، گھبرا گیا کہ کہاں تک اس کو پڑھا کروں، کب تک اس پر چلوں، تو سمجھو کہ اس کا دِل سخت ہو گیا۔ وہ نافرمان ہوا ورنہ یہ قرآن ایسی چیز ہے کہ ایمان والا جتنا اس کو پڑھے گا اتنا ہی اُس کا ایمان قوی ہوتا جائے گا۔ اُس کے عمل کو قبولیت حاصل ہوگی۔ اس آیت کے بعد فرمایا:

اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (الحدید : ۱۷)

جان رکھو کہ خدا ہی زمین کو اُس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ ہم نے اپنی نشانیاں تم سے کھول کھول کر بیان کر دی ہیں تاکہ تم سمجھو۔

معلوم ہوا کہ جس طرح زمین مر کر بھی اُٹھتی ہے اسی طرح جو دِل گناہ سے سخت ہو جاتے ہیں وہ ایمان و ہدایت کی بدولت ملائم اور نرم پڑ جاتے ہیں اور کوئی ایمان و ہدایت اس قرآن مجید کے بیان سے بہتر نہیں ہے۔ اسی کو ہر مسلمان پڑھتا رہے، اسی کو ہر مومن سمجھتا رہے۔ اس کتاب میں جتنا کوئی شخص غور کرے گا علم و رحمت اور برکت کے دروازے اُس پر اتنے ہی کھلتے رہیں گے، جتنا کوئی آدمی اس سے دُور بھاگے گا، اتنا ہی اُس کا دل سخت اور سیاہ ہوتا جائے گا، ایمان و ہدایت سے دُور ہوتا جائے گا۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ

اے پروردگار جب تُو نے ہمیں ہدایت بخشی ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران : ۸)	پھر کجی نہ پیدا کر دیجیو اور ہمیں اپنے ہاں سے نعمت عطا فرما، تو تو بڑا عطاء فرمانے والا ہے۔

علم تفسیر:

قرآن کی تفسیر یوں ہوتی ہے کہ پہلے قرآن کو قرآن ہی سے بیان کرے، اس لئے کہ جو بات ایک جگہ قرآن مجید میں مجمل آئی ہے وہ دوسری جگہ تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح جو تفسیر قرآن مجید کی رسولِ اکرمؐ سے ثابت ہے وہ ہر چیز پر مقدم ہے، بلکہ وہی تفسیر ساری اُمت کے لئے حجت ہے۔ اس کی ہرگز خلاف ورزی نہ کرنا چاہیے۔ اس کی پیروی سب پر واجب ہے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا: رسولِ اکرمؐ نے جو حکم دیا ہے وہ قرآن سے سمجھ کر دیا ہے۔ اللہ نے فرمایا:

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ۝ (النساء : ۱۰۵)	"(اے پیغمبر) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے تاکہ خدا کی ہدایت کے مطابق لوگوں کے مقدمات فیصل کرو اور (دیکھو) دغا بازوں کی حمایت میں کبھی بحث نہ کرنا"

دوسری جگہ فرمایا:

وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ (النحل : ۶۴)	"اور ہم نے جو کتاب تم پر نازل کی ہے تو اس لئے کہ جس امر میں ان لوگوں کو اختلاف ہے تم اس کا فیصلہ کر دو اور یہ مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے"

معلوم ہوا کہ آپس کے سب اختلاف اس قرآن سے دور ہو جاتے ہیں۔ جب دو آدمیوں کے درمیان کسی عقیدہ وعمل کی بابت جھگڑا ہو جائے تو چاہیے کہ قرآن سے اس کا فیصلہ کر لیں جو لوگ اس قرآن کو ہدایت اور رحمت نہیں جانتے اُن کا ایمان درست نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری جگہ فرمایا :

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ہ (النحل ۴۴)	"اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں پر نازل ہوتے ہیں وہ ان پر ظاہر کر دو اور تاکہ وہ غور کریں۔"

معلوم ہوا کہ قرآن مجید دو مقاصد کے لیئے آیا ہے - ایک ذکر کے لیئے جس کو تلاوت، تذکیر اور وعظ کہتے ہیں ۔ دوسرے غور اور فکر کے لیئے تاکہ اس کا مطلب مدعا سمجھ لیا جائے ۔ پھر اس کے موافق عمل کیا جائے ۔ یہ بات نہیں ہے کہ یہ قرآن صرف ذکر ہی کے لیئے اتارا گیا ہو، فکر سے اس کا کچھ واسطہ نہ ہو، بلکہ ذکر و فکر دونوں مقصود و مطلوب شرع ہیں ۔ حدیث میں ہے :

"اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَ مِثْلَهٗ مَعَهٗ"	"مجھے قرآن دیا گیا ہے اور قرآن جیسی ایک دوسری چیز بھی "

یعنی حجت ہونے میں قرآن کی مانند ہے ۔ مثل سے مراد یہاں سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔

حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا : "سنت کا نزول بھی اسی طرح وحی سے ہوا ہے ؛ جس طرح قرآن مجید کا نزول - بات صرف اتنی ہے کہ سنت کی تلاوت قرآن پاک کی طرح نہیں ہوتی ۔ امام شافعیؒ وغیرہ ائمہ کرام نے اس سلسلے میں بہت سی دلیلیں ذکر کی ہیں جن کا یہاں لکھنا بوجہ طوالت محال ہے ۔

غرض یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر اگر قرآن میں نہ ملے تو پھر سنتِ مطہرہ میں ڈھونڈے ۔ جس طرح حضرت معاذؓ نے یمن روانہ ہوتے وقت کہا تھا کہ میں قرآن مجید کے حکم کے مطابق حکم دوں گا ، اگر قرآن میں نہ ملے تو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ کروں گا اگر سنت میں بھی نہ ملے گا تو اجتہاد کروں گا ۔ آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا ، اللہ کا شکر ہے جس نے میرے ایلچی کو میری مرضی کے مطابق فیصلہ کرنے کی توفیق دی ۔ اس حدیث کی سند جید ہے ۔

سو جب قرآن کی تفسیر قرآن و حدیث سے نہ ملے تو پھر صحابہؓ کے اقوال سے اخذ کرنی چاہیے اس لیئے کہ انھوں نے اس دور کے احوال و قرائن دیکھے بھالے ہیں ۔ اور وہ نزولِ قرآن کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت حاضر و موجود ہوتے تھے ۔ نیز تمام اہلِ علم صحیح اور عمل صالح کے پابند تھے ۔ یہ بات بعید از قیاس ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر بیان کریں اور انھوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی نہ ہو۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ انھوں نے رسولِ اکرمؐ سے تفسیر نہیں سنی تو پھر بھی وہ اُن عربوں میں سے ہیں جو عربی زبان سے مکمل طور پر واقف تھے ۔ بال کی کھال نکالتے تھے خصوصاً جو اُن میں بڑے عالم تھے ، جیسے چاروں خلفائے راشدینؓ ، عبداللہ بن مسعودؓ ، عبداللہ بن عباسؓ وغیرہم ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا : "اللہ کی قسم ! قرآن مجید کی کوئی آیت ایسی نہیں اُتری کہ مجھے اس کا علم ہے کس کس کے حق میں اُتری اور کہاں اُتری ۔ اگر مجھے علم ہو جائے کہ کوئی مجھ سے زیادہ قرآن جانتا ہے تو میں ضرور اُس کے پاس پہنچوں ۔" پھر فرمایا کہ "ہم میں سے جو آدمی قرآنِ پاک کی دس آیتیں سیکھ لیتا تھا تو جب تک اُس کے معنی نہ جان لیتا اور اُس پر عمل نہ کر لیتا آگے نہ پڑھتا تھا" [۱]

یہ مضمون کئی روایتوں میں آیا ہے ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو تو خود رسولِ اکرمؐ نے یہ دُعا دی تھی کہ "اے اللہ ! اُن کو دین کی سمجھ عطا فرما ، قرآن مجید کے معانی سکھا دے" [۲]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ۔ یہ (عبداللہ بن عباسؓ) ترجمان القرآن ہیں"

عبداللہ بن مسعودؓ کا انتقال ۳۲ھ میں ہوا ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ان کے بعد چھتیس برس تک زندہ رہے ، اس مدت میں کیا کچھ علم اُن کو حاصل نہ ہوا ہو گا ۔ ہاں جو بات ان دونوں اصحاب نے اہلِ کتاب سے بیان کی ہے وہ لائق استشہاد ہو سکتی ہے ، اعتقاد کے لائق نہیں ہو سکتی (یعنی اس کی نفی نہیں کی جا سکتی) ، کیونکہ اس کی تین قسمیں ہیں ۔ ایک وہ بات ہے

۱ؔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ : "كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا اِذَا تَعَلَّمَ عَشْرَ اٰيَاتٍ لَمْ يُجَاوِزْهُنَّ حَتّٰى يَعْرِفَ مَعَانِيَهُنَّ وَالْعَمَلَ بِهِنَّ" وَعَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ "وَالَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ غَيْرُهٗ مَا نَزَلَتْ اٰيَةٌ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا وَاَنَا اَعْلَمُ فِيْمَا نَزَلَتْ وَاَيْنَ نَزَلَتْ ، وَلَوْ اَعْلَمُ مَكَانَ اَحَدٍ اَعْلَمَ بِكِتَابِ اللّٰهِ مِنِّيْ تَنَالُهُ الْمَطَايَا لَاَتَيْتُهٗ"

(اسد الغابة ج ۳ ص ۲۶۰-۲۶۵)

۲ؔ "اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ" "اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاْوِيْلَ" قَالَ ابْنُ عُمَرَ : "ابْنُ عَبَّاسٍ اَعْلَمُ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ بِمَا نَزَلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ"

(اسد الغابة ج ۳ ص ۱۹۲-۱۹۵)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کی صحت ہم کو معلوم ہے وہ بات صحیح ہے۔ دوسری وہ بات ہے جس کا کذب ہمیں معلوم ہے اور ہمارے دین کے خلاف ہے۔ تیسری بات وہ ہے جس کے بارے میں ہمارا دین خاموش ہے۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم اس پر ایمان لائیں اور نہ اسے جھوٹ کہیں اگرچہ اس کا بیان کرنا جائز ہو۔ لیکن غالب خیال یہ ہے کہ اس قسم کی بات ذکر کرنے کا بھی دین میں کچھ فائدہ نہیں۔ مثال کے طور پر اصحابِ کہف کے نام کیا تھے؟ اُن کی تعداد کیا تھی؟ کُتّے کا رنگ کیا تھا؟ حضرت موسیٰ کا عصا کس درخت کی لکڑی کا بنا تھا؟ اُن پرندوں کے نام کیا تھے جنھیں حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے حکم سے زندہ کیا۔ بنی اسرائیل کی گائے کے گوشت کا وہ کونسا عضو تھا جو بنی اسرائیل کے مقتول کو مارا گیا؟ جس درخت کے پاس اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کلام کی وہ کونسا درخت تھا؟ ــــ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مبہم رکھا ہے۔ ان کی تعیین میں نہ دین کا کوئی فائدہ ہے نہ دُنیا کا۔ ہاں اختلاف کا بیان منع نہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اختلاف کو بیان فرمایا ہے:

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ۝ (الکہف: ۲۲)	(بعض لوگ) اٹکل پچو سے کہیں گے کہ وہ تین تھے (اور) چوتھا اُن کا کتا تھا۔ اور (بعض) کہیں گے کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا اُن کا کتا تھا اور (بعض) کہیں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں اُن کا کتا تھا۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار ہی ان سے خوب واقف ہے۔ اُن کو جانتے بھی ہیں تو تھوڑے ہی لوگ (جانتے ہیں) تو تم اُن (کے معاملے) میں گفتگو نہ کرنا مگر سرسری سی گفتگو۔ اور نہ اُن کے بارے میں ان میں سے کسی سے کچھ دریافت ہی کرنا۔

اس آیت نے ہمیں ایک ادب سکھایا اور تعلیم دی۔ اللہ نے تین قول نقل کئے ہیں۔ دو اقوال کو ضعیف ٹھہرایا۔ تیسرے قول سے سکوت فرمایا۔ معلوم ہوا کہ شاید یہی قول صحیح ہو۔ اگر باطل ہوتا تو پہلے دو اقوال کی طرح اس کو بھی ردّ فرما دیتا۔ پھر یہ فرمایا کہ ان کی گنتی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر مطلع ہونے میں کچھ فائدہ نہیں۔ اللہ ہی کو علم ہے یا جس کو اللہ نے بتا دیا۔ پھر فرمایا کہ اپنے نفس کو ایسی مشقت میں مت ڈال جس میں کچھ فائدہ نہیں۔ نہ ان سے اس گنتی کے بارہ میں پوچھ کیوں کہ سوائے گپ لگانے اور رجماً بالغیب ہے۔ غرض یہ قاعدہ اختلاف بیان کرنے کا اچھا ہے۔ مختلف اقوال کو جمع کرکے صحیح قول بتا دیا جائے۔ باطل امر کا بطلان کر دیا جائے جس طرح تفسیر فتح القدیر اور تفسیر فتح البیان وغیرہ میں کہا گیا ہے۔

(ف) جب قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید، سنت صحیحہ یا قول صحابی میں نہ ملے تو اکثر علماء کا یہ خیال ہے کہ تابعین کے قول کو اختیار کرلیں مگر جس شخص کو صحیح علم نہیں ہوتا، وہ تابعین کے مختلف اقوال اور عبارات کو ایک دوسرے سے مختلف ٹھہرا دیتا ہے۔ حالانکہ یہ بات سرے سے اس طرح نہیں ہوتی اس لئے کہ کوئی تابعی ان میں سے لازم شے سے تفسیر کرتا ہے۔ کوئی نظیر شے سے کوئی بعینہٖ کسی چیز پر نص کرتا ہے۔ سو ان سب اقسام کے غالباً ایک ہی معنی ہوتے ہیں اور عقلمند آدمی اکثر مقامات پر اس کو معلوم کر لیتا ہے اہل علم کی ایک دوسری جماعت نے کہا ہے کہ تابعین کے اقوال فروعات میں حجت نہیں ہیں تو تفسیر میں کیونکر حجت ہو سکتے ہیں۔

حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا ہے کہ یہ بات اپنی جگہ پر درست سہی۔ لیکن جب یہ سب کے سب تابعین کسی بات پر اجماع کرلیں گے تو اس کے حجت ہونے میں کوئی عذر نہیں اس میں کچھ بھی شک نہیں ہوگا۔ اگر ان کے اقوال میں اختلاف ہوگا تو پھر ایک کا قول دوسرے کے لئے اور بعد والوں کے لئے حجت نہیں ہوگا۔ بلکہ اس وقت لغت قرآن یا سنت مطہرہ یا اقوال صحابہ یا عموم لغت عرب کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

پھر فرمایا قرآن مجید کی صرف اپنی رائے سے تفسیر کرنا حرام ہے۔ حدیث ابن عباسؓ میں مرفوعاً آیا ہے:

"جس نے اپنی رائے یا عقل و قیاس سے یا وہ بات جو وہ نہیں جانتا قرآن کی تفسیر کی تو وہ شخص دوزخ میں اپنی جگہ بنا لے"[1]

اس کو ترمذیؒ نے حسن کہا ہے، نسائیؒ اور ابوداؤدؒ نے بھی روایت کیا ہے۔ بلکہ

[1] ترمذی۔ ابواب تفسیر القرآن صفحہ ۳۶۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری روایت میں یوں آیا ہے :

"جس نے قرآن مجید کی اپنی رائے سے تفسیر کی اور ٹھیک کی تو بھی وہ شخص چوک گیا اس نے خطا کی" ؎۱

معلوم ہوا کہ جب قرآن کی تفسیر کرے تو حتی الامکان اوّلاً قرآن پاک سے ہی کرے پھر سنتِ مطہرہ سے، پھر اقوالِ صحابہؓ سے، پھر اجماعِ تابعین سے، پھر لغتِ عرب سے۔ یہ پانچ مرتبے ہوتے۔ اپنی طرف سے ہرگز کوئی بات نہ کہے اگرچہ کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اپنی رائے سے تفسیر کرنے والے کے لئے جہنم کی وعید ہے۔ حدیث "فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" ینحریہ کے لئے ایک بہت بڑی وعید ہے۔ جنھوں نے سارے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے یا تدبر سے گھڑی ہے۔

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ جیسا شخص یہ کہے کہ اگر میں بے جانے بوجھے کتاب اللہ میں کچھ کہوں گا تو کونسی زمین مجھے اٹھائے گی اور کونسا آسمان مجھ پر سایہ فگن ہوگا" تو پھر کسی اور شخص کا کیا مقام ہے کہ اپنے دل سے قرآن کے معنی بنائے۔

کسی نے حضرت عمر بن خطابؓ سے ممبر پر پوچھا تھا کہ " فَاكِهَةً وَأَبًّا" کے کیا معنی ہیں؟ ذرا سوچ کر کہا کہ "اے عمر! یہ تو تکلف ہے یعنی اپنے جی سے گھڑ کر معنی نہ بتانا" مراد یہ تھی کہ لفظ "اَبّ" کی کیفیت اور اس کا علم کھول کر بیان کرنا چاہیے۔ ورنہ یہ بات تو واضح تھی کہ "ابّ" ایک گھاس ہے جس کو اردو میں "دوب" ؎۲ کہتے ہیں۔

اسی طرح ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا کہ ایک ہزار برس کا دن کیسا ہوگا؟ انھوں نے سائل سے کہا: "تم بتاؤ کہ پچاس ہزار برس کا دن کیسا ہوگا" سائل نے عرض کیا "میں آپ سے پوچھتا ہوں" عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا: "اللہ نے ان دونوں دنوں کا ذکر اپنی کتاب میں فرمایا ہے، اللہ ہی بہتر جانتے ہے"

مراد اس سے یہ ہے کہ بغیر جانے بوجھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے قرآن مجید کے معنی بتانے کو ناپسند کیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ سلف صالحین قرآن مجید کی تفسیر میں بہت احتیاط کرتے اور ڈرتے تھے۔

؎۱ اکلیل تفسیر القرآن صفحہ ۲۶ ؎۲ دوب: پنجابی میں اسے "دَبّ" کہتے ہیں جس سے مسجد کی صفیں تیار ہوتی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضائلِ قرآن:

(ف) قرآن مجید کے فضائل بہت سی احادیث میں آئے ہیں۔ اگر قرآن خواں چاہے کہ اسے پورا اجر ملے تو اس کے بغیر ممکن نہیں کہ وہ قرآن مجید کے سارے معانی کو سمجھ لے اس لئے کہ قرآن مجید پڑھنے کا یہی نتیجہ ہے۔ پھر جو شخص قرآن کے معانی کو سمجھ لے گا تو اس پر عمل بھی کرے گا۔ کیونکہ معانی سمجھے بغیر عمل نہیں ہو سکتا۔ بڑی شرم کی بات ہے کہ سارا قرآن تو نوکِ زبان پر حفظ ہو، طوطے کی طرح رات دِن اس کو رٹتے مگر اس کے معانی معلوم نہ ہوں۔ نہ حرام کی خبر ہو نہ حلال کی، نہ محکم کی پہچان ہو نہ متشابہ کی۔ نہ مجمل کی شناخت ہو نہ مفصل کی۔ نہ ترغیب کو جانے نہ ترہیب کو پہچانے۔ فقط عبارت کا پڑھنا، الفاظ کا منہ سے نکالنا، آتا ہو۔ سو جو شخص صرف قرآن کے الفاظ یاد کر لیتا ہے مگر معانی نہیں سمجھتا، وہ بلاشبہ اس اجر و ثواب گراں مایہ سے محروم ہے جو احادیث میں آیا ہے۔ اگرچہ مجرد تلاوت یا قراءت کے کسی قدر اجر سے محروم نہ ہوگا مگر عالم کا اجر بلاشبہ محض قاری سے دوگنا، تین گنا، سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ علم کی وسعت اور عمل کے اخلاص سے ہوتا ہے۔

ع بقدرِ بحر باشد وسعت آغوش ساحل ہا

"ساحل کی آغوش کی وسعت سمندر کی وسعت کے مطابق ہوتی ہے"

حضرت عثمانؓ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے سب سے بہتر انسان وہ ہے جس نے قرآن مجید کا علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔" (بخاری شریف[1])

حضرت عائشہؓ سے یہی روایت مرفوعاً یوں ہے: "جو شخص قرآن مجید کا ماہر ہے وہ ان فرشتوں کے ہمراہ ہوگا، جو بزرگ اور نیک اور کاتب اعمال و احوال ہیں۔" اور جو شخص قرآن کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور قرآن کا پڑھنا اس کے لئے مشکل ہے تو اس کو دوہرا اجر ہے۔" (متفق علیہ[2])

معلوم ہوا قرآن مجید کو صرف معانی سمجھے بغیر پڑھنا اجر سے خالی نہیں ہے، بلکہ جس کی زبان نہیں چلتی اس کو صاف پڑھنے والے کی نسبت دوگنا ثواب و اجر ملے گا۔

عمر بن خطابؓ کی حدیث میں مرفوعاً آیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ اس کتاب کی بنیاد پر

[1] بخاری۔ جلد ۹، ۶۶ [2] متفق علیہ۔ بخاری ۸،۷۷، ص۵۳۲، مسلم ص۹۵ ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بعض قوموں کو) عروج اور ترقی عطا فرماتا ہے۔ اور بعض قوموں کو اس کتاب (کے پس پشت ڈالنے) کی وجہ سے ذلیل ورسوا کرتا ہے" (مسلم شریف[1])

اللہ ترقی اور عروج ان قوموں کو عطا فرماتا ہے جو اس کے معانی جہاں تک ہوسکتا ہے سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اُن قوموں کو ذلیل ورسوا کرتا ہے جو اس پر عمل نہیں کرتے اور اس کے حلال وحرام کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔

ابوامامہؓ کے الفاظ یوں ہیں:

"تم قرآن مجید پڑھا کرو، یہ قیامت کے دن اپنے چاہنے والوں کا شفیع ہوگا" (مسلم شریف[2])

قرآن کے چاہنے والے وہی لوگ ہیں جو قرآن کو پڑھتے پڑھاتے، سیکھتے اور رواج دیتے رہتے ہیں۔ رات دن اسی کام کاج میں بسر کرتے ہیں۔ جان ومال سے قرآن کے پھیلانے میں کوشش بجالاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مرفوعًا آیا ہے: "جس آدمی کے پاس قرآن کا کچھ حصّہ بھی نہیں وہ ویران اور اجڑے ہوئے گھر کی مانند ہے[3]" (ترمذی ۱)

ابوسعیدؓ نے روایت کیا، رسولِ اکرمؐ نے فرمایا: "جس انسان کو قرآن نے میرے ذکر وسوال سے باز رکھا، میں اُس کو سوال کرنے والوں سے بھی زیادہ دُوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت سب کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ کی فضیلت ساری مخلوق پر ہے[4]" (ترمذیؒ اور دارمیؒ نے اسے روایت کیا ہے۔ ۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعًا روایت ہے: "جس نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا اُس کو ایک نیکی ملی، اور ہر نیکی دس گنا ہوتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ "الف، لام، میم" ایک حرف ہے، بلکہ "الف" ایک حرف ہے، "لام" دوسرا حرف ہے، "میم" تیسرا حرف ہے" (ترمذی نے اس کو صحیح کہا، دارمی نے بھی روایت کیا ہے[5])۔

حدیثِ علیؓ میں مرفوعًا آیا ہے: "جس نے قرآن کو حفظ کیا پھر اُس کے حلال کو حلال

---

[1] مسلم شریف۔ حدیث ۸۱۷ [2] مسلم شریف۔ حدیث ۸۰۴ [3] ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ حدیث ۲۹۱۳۔ مسند احمد بن حنبل ۱۹۴۷ [4] ترمذی، باب فضائل قرآن ص ۳۵۲۔
[5] ترمذی ۲۹۱۲۔ دارمی ج ۲ ص ۴۲۹۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حرام کو حرام جانا، تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ وہ اپنے ایسے دس افراد خاندان کا شفیع ہو گا جن کے لیے دوزخ واجب ہو چکی ہو گی۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ[1])

حضرت ابو موسیٰؓ سے مرفوعاً آیا ہے "تم قرآن کی حفاظت کرو! اللہ کی قسم، اتنی جلدی اُونٹ (اپنے بندھن سے) نہیں نکلتا، جتنی جلدی یہ قرآن نکل جاتا ہے۔ (متفق علیہ[2])

اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب تک کوئی آدمی روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہتا ہے تلاوت کا پابند رہتا ہے، اُس وقت تک قرآن قابو میں رہتا ہے۔ جہاں غفلت اور سستی سے دو چار دن اس کی تلاوت چھوڑ دی پھر قرآن مجید کی تلاوت کی مہینوں تک نوبت نہیں آتی۔ اس لیے اس کی حفاظت کا حکم آیا ہے۔ حدیث میں "صیغہ امر" کا استعمال کیا گیا ہے جس سے اس کام کا واجب ہونا ثابت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حافظِ قرآن سے کہا جائے گا کہ تو قرآن مجید کی تلاوت کرتا چلا جا اور درجات کی طرف بڑھتا چلا جا قرآن کو اسی طرح اچھی طرح پڑھ جس طرح تو دنیا میں پڑھتا تھا" (جنت میں تیری منزل اس آخری آیت کے پاس ہو گی جو تو تلاوت کرے گا) احمد، ترمذی، نسائی، ابوداؤد[3]

معلوم ہوا کہ جس شخص کو جتنا قرآن یاد ہو گا ایک سورت سے لے کر ایک پارے تک، یا ایک پارے سے لے کر آخر قرآن تک، جنت میں اس کی ترقی کے درجات اسی حد تک ہوں گے۔ اس حدیث میں اس شخص کے لیے بڑی بشارت ہے جسے سارا قرآن حفظ ہے۔ وہ جب قرآن مجید کو بسم اللہ کی "ب" سے لے کر والناس کی سین تک پڑھے گا تو قرآن مجید کی آیات کے برابر درجات کی ترقی پائے گا۔

حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے قرآن مجید کی چھ ہزار آیتیں ہیں۔ اہل علم نے اس تعداد سے اختلاف کیا ہے، کسی نے کہا دو سو چار (۲۰۴) آیتیں اس پر زیادہ ہیں۔ بعض نے چودہ آیتیں زیادہ بتائیں۔ بعض نے دو سو انیس (۲۱۹) زیادہ بتائیں۔ کسی نے اس پہ دو سو پچیس (۲۲۵) یا دو سو چھتیس (۲۳۶) کا اضافہ کیا۔ جہاں تک کلمات کی تعداد کا تعلق ہے، عطاء بن یسارؒ نے فرمایا: ستتر ہزار چار سو انتالیس (۷۷۴۳۹) ہیں۔ حضرت مجاہدؒ نے فرمایا: قرآن کے حروف کی تعداد تین لاکھ اکیس ہزار ایک سو اسی (۳۲۱۱۸۰) ہے

---

[1] ترمذی "فضائل قرآن" ص ۲۴۳ [2] بخاری ۹، ۳۰، ۳، مسلم نمبر ۷۹۱ [3] ابوداؤد نمبر ۱۴۶۴، ترمذی نمبر ۲۹۱۵، مسند احمد ج ۲ ص ۱۹۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عطاء بن یسارؒ نے حروف کی تعداد تین لاکھ تیئس ہزار پندرہ کی بتائی ہے۔

حجاج بن یوسفؒ نے حافظوں اور قاریوں سے قرآن مجید کے حروف کی تعداد پوچھی۔ سب نے گنتی کے بعد اتفاق کیا کہ تین لاکھ چالیس ہزار سات سو چالیس حروف ہیں۔ حجاج نے پوچھا نصف قرآن کس حرف تک ہے۔ انھوں نے بتایا، سورہ کہف کے لفظ وَلْيَتَلَطَّفْ کی "فا" تک۔ جہاں تک قرآن کی پہلی ایک تہائی اور دو تہائی کا تعلق ہے تفسیر ابن کثیرؒ میں اس کا بھی ذکر موجود ہے، مگر اس میں بھی اختلاف بیان کیا گیا ہے۔

بہرحال جب قرآن کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں تو حروف کی تعداد کو دس گنا کر کے حساب کرو کہ قرآن مجید کے ایک دفعہ ختم کرنے پر کتنی نیکیاں بن جاتی ہیں۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے ورنہ کسی بندے کی یہ طاقت کہاں کہ تمام عمر میں اتنی نیکیاں اکٹھی کر سکے۔

حافظِ قرآن کو چھ ہزار منزلوں سے کچھ زیادہ ہی منزلوں کا مکان جنت میں نصیب ہوگا۔ اس نعمت و دولت کا کیا ٹھکانہ ہے۔ اگر کسی کو کم ہمتی سے حفظِ قرآن نصیب نہیں ہوا تو قرآن مجید کے حروف ناظرہ کو پڑھ کر اجر حاصل کرنا لازم ہے۔ اگر اس اجر سے بھی محروم رہا تو سمجھ لیجیے کہ سخت بدنصیبی نے اس کا دامن پکڑا۔ تین دن یا سات دن یا ایک ماہ میں اگر لگاتار قرآن مجید ختم نہیں کر سکتا تو کم از کم ایک دو رکوع ہی ہر روز پڑھ لیا کرے اور اس کے ترجمے پر غور کرے۔ اس سے اتنا تو ہوگا کہ قرآن خوانوں میں شمار ہوگا۔ اس کے لئے ہر دن میں قرآنِ مجید کی تلاوت کا ثواب لکھا جائے گا۔ جتنے حروف پڑھتے ہیں اُن حروف سے دس گنا نیکیاں نامۂ اعمال میں لکھی جائیں گی۔

وباللہ التوفیق

(جاری ہے)

احباب توجہ فرمائیں!

- ★ محدث خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب دیں۔
- ★ اہل قلم حضرات، مضامین کاغذ کے ایک طرف، خوشخط اور واضح کر کے لکھیں۔
- ★ واضح رہے کہ محدث میں مطبوعہ مضامین شائع نہیں ہوتے۔
- ★ قلمکار حضرات علمی و تحقیقی اور اصلاحی مضامین ارسال فرما کر "محدث" کو مزید معیاری بنانے میں تعاون فرمائیں۔

ادارہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ